1966_1_1_7

1 ایس ۔سی۔آر سپریم کورٹ رپوٹس 1966

رادھارانی بھارگوا

بنام

ہنومان پرساد بھارگوا

20اپریل1965

کے۔سارکر، جے۔آر۔ مدھولکر اور آر۔ایس۔بچاوت،جسٹسز

ہندولا۔بیوہ کی علیحدگی-ہندو جانشینی ایکٹ کے نفاذ میں آنے والے ریورشنر کے ذریعہ اعلانیہ مقدمہ-اثر-بیوہ کی موت-اس کے وارثوں کی عدم ضمانت-مقدمے کا تسلسل۔

ایک بیوہ نے اپنے شوہر کی جائیداد بیچ ڈالی اور اسکی ایک دختر نے وارثانہاز گشتہ کی طرف سے بحثیت نمائندہ ایک دعوا کیا جس میں مشتری بیوہ اوراسکی بہن اپیل کنندہ کوبطور دوُمدعلیان فرق گردان کہ بیچ ڈالنے کوکلعدم اور باطل قرار دیا جائے۔۔مقدمے کا فیصلہ کیا گیا،اورعلیوں نے ہائی کورٹ میں ایک اپیل کو ترجیح دی جس میں بیوہ اوراس کی دوبیٹیوں کو مدعا علیہان کے طور پر شامل کیا گیا۔اپیل کے زیرالتواء ہونے کے دوران مدعی کی موت ہوگئی اور ہائی کورٹ نے ہدایت کی کہ اس کی بہن اپیل کنندہ اس کی جگہ ریکارڈ پر رہے گی۔اپیل کے زیرالتواء ہونے کے دوران ہندو جانشینی ایکٹ،1956 نافذ ہوا،اور ہائی کورٹ نے اپیل کی اجازت دیتے ہوئے کہا کہ ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد کوئی واپسی کرنے والا اور کوئی واپسی کا حق نہیں تھا۔اپیل کنندہ کی درخواست پر آئین کے آرٹیکل 133 کے تحت سند دی گئی۔اپیل کے داخل ہونے کے اعلان کے بعد، بیوہ کی موت ہوگئی اور سپریم کورٹ رولز کے حکم VXI قائدہ 12(a) کے تحت ہائی کورٹ کا کوئی حکم حاصل نہیں کیا گیا جس میں اس کی جگہ بیوہ کے وارثوں کو تبدیل کیا گیا ہو۔بعد میں اپیل کنندہ نے اس عدالت میں اپیل کی درخواست دائر کی،جس میں بیوہ کوبھی مدعا علیہ کے طور پر شامل کیا گیا۔علینی جواب دہندگان نے ابتدائی اعتراض اٹھایا کہ بیوہ کو اس اپیل میں مدعا علیہ کے طور پرنہیں دکھایا جاسکتا،کیونکہ وہ اپیل دائرکرنے کی تاریخ کومرچکی تھی،اوراس کے نتیجے میں اپیل ناقص طور پرتشکیل دی گئی تھی اور بیوہ کے وارثوں کی عدم موجودگی میں قابل قبول نہیں تھی۔

منعقد:اہلیت کی بنیاد پراپیل کی اجازت ہونی چاہیے۔

یہ واپسی کرنے والے کے لیے کھلا ہے کہ وہ اس اعلان کے لیے مقدمہ برقرار رکھے کہ ہندو جانشینی ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے ایک ہندو خاتون محدود مالک کی طرف سے کی گئی علیحدگی قانونی ضرورت کے بغیر تھی اور واپسی کرنے والوں پر پابند نہیں تھی۔(4D-E)

اس کے بعد گمما لا پورہ ٹیگینا متادا کوٹو روسوامی بنام سیٹرا ویریا (1959) ضمیمہ 1 ایس سی آر 968 اور برہما دیو سنگھ بنام دیو مانی مسیر، سی اے نمبر 130/60 بتاریخ 15-10-62

اپیل کو دوسرے مدعا علیہان کے خلاف اس بنیاد پر آگے بڑھنا چاہیے کہ بیوہ اپیل میں فریق نہیں تھی۔(5E)

ڈکلیریٹری سوٹ کے زیر التواء ہونے کے دوران بیوہ کی موت کی صورت میں، بیوہ کے وارث اس سوٹ کے لیے ضروری فریق نہیں ہیں۔اگرچہ بیوہ کو مقدمے میں فریق کے طور پر شامل کیا گیا تھا، لیکن ذاتی طور پر اس کے خلاف کوئی راحت کا دعوی نہیں کیا گیا تھا۔بیوہ کی موت پر آخری مکمل مالک کی پوری جائیداد کی نمائندگی مدعی کرتا ہے جو تمام واپسی کرنے والوں کی جانب سے نمائندہ حیثیت میں مقدمہ کرتا ہے، اور مدعی بیوہ کے وارثوں کی عدم موجودگی میں اجنبی کے خلاف موثر راحت حاصل کر سکتا ہے۔مدعی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیوہ کے وارثوں کو مقدمے میں فریق کے طور پر شامل کیے بغیر اعلانیہ مقدمہ جاری رکھے۔(6B-E)

چونکہ مقدمہ دائر کرنے کے وقت واپسی کرنے والے جائیداد پر قبضہ کرنے کے حقدار نہیں تھے، اس لیے اگلا واپسی کرنے والا اس کے بعد محض اعلامیے کے لیے مقدمہ کر سکتا تھا اور مخصوص ریلیف ایکٹ کی دفعہ 42 کی شق، مقدمے کے لیے رکاوٹ نہیں تھی۔اعلانیہ مقدمہ عیب دار نہیں ہوتا ہے کیونکہ مقدمہ کے زیر التواء ہونے کے دوران، واپسی کرنے والے مزید راحت کے حقدار بن جاتے ہیں۔لیکن شکایت میں ترمیم کی عدم موجودگی میں، جائیداد پر قبضہ کرنے کا حکم نامہ مقدمے میں منظور نہیں کیا جا سکتا، اور اگر واپسی کرنے والوں کو کوئی حقیقی فائدہ حاصل کرنا ہے، تو انہیں حد کی مدت کے اندر جائیداد پر قبضہ کرنے کے لیے مقدمہ دائر کرنا ہوگا۔(6E-G)

دیوانی اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1961 کی دیوانی اپیل نمبر 579۔

1942 کی پہلی اپیل نمبر 232 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 25 ستمبر 1957 کے فیصلے اور فرمان سے اپیل۔

نونیت لال، اپیل کنندہ کے لیے۔

جواب دہندگان نمبر 1 اور 3 کے لیے ایس ٹی دیسائی، رامیشور ناتھ اور ایس این اینڈ لی۔

ایم وی گوسوامی، مدعا علیہ نمبر 2 اور 4 کے لیے۔

ایس مورتی اور بی پی مہیشوری، مدعا علیہ نمبر 5 کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

بچاوت، جسٹس۔ایک کلیان سنگھ سال 1918 میں بیٹے کے بغیر فوت ہو گیا۔اس نے اپنی بیوہ محترمہ بھگوتی اور دو بیٹیوں کو چھوڑا۔محترمہ اندراوتی اور محترمہ رادھارانی۔10 اکتوبر 1919 کے ایک دستاویز کے ذریعے، محترمہ بھگوتی نے اپنے شوہر کی جائیداد کو بعض علمبرداروں کے حق میں الگ کر دیا۔23 اکتوبر 1931 کو، محترمہ اندراوتی نے کلیان سنگھ کی جائیداد کو واپس کرنے والوں کی جانب سے نمائندہ حیثیت میں مقدمہ دائر کرتے ہوئے متھرا کے ایڈیشنل سول جج کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا، جس میں سے یہ اپیل اٹھتی ہے، جس میں ایلینیز کے ساتھ ساتھ محترمہ بھگوتی اور محترمہ رادھارانی کو بھی مدعا علیہان کے طور پر شامل کیا گیا اور یہ دعوی کیا گیا کہ کلیان سنگھ کے بعد کے وارثوں کے خلاف علیحدگی کالعدم اور کالعدم تھی اور یہ کہ محترمہ بھگوتی کی موت پر، اس کے اگلے وارث الگ الگ جائیدادوں پر قبضہ کرنے کے حقدار ہوں گے۔12 اگست 1941 کو، ٹرائل جج نے مقدمے کا فیصلہ سنایا اور ایک اعلامیہ منظور کیا کہ علیحدگی "مسز بھگوتی کی زندگی سے آگے کالعدم ہے اور واپسی کرنے والوں کو پابند نہیں کرتی، جو ماسٹر بھگوتی کی موت کے بعد بابو کلیان سنگھ کے اثاثوں پر قبضہ کرنے کے حقدار ہوں گے۔12" فروری 1942 کو، کچھ علائیوں نے الہ آباد ہائی کورٹ میں ایک اپیل کو ترجیح دی جس میں محترمہ بھگوتی، محترمہ اندراوتی اور محترمہ رادھارانی کو اپیل کے جواب دہندگان کے طور پر شامل کیا گیا۔محترمہ اندراوتی کے تین بیٹوں اور محترمہ رادھارانی کے دو بیٹوں کو بھی جواب دہندگان نمبر 8 سے 12 کے طور پر شامل کیا گیا تھا، لیکن 11 مارچ 1942 کے ایک حکم کے ذریعے، ہائی کورٹ نے ہدایت دی کہ ان افراد کو جواب دہندگان کے طور پر شامل کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ہائی کورٹ میں اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران، محترمہ اندراوتی کا انتقال ہو گیا۔11 مئی 1950 کے ایک حکم کے ذریعے، ہائی کورٹ نے ہدایت دی کہ محترمہ رادھارانی اپنی مرحومہ بہن محترمہ اندراوتی کی جگہ ریکارڈ پر رہیں گی، اور کلیان سنگھ کی جائیداد کی اگلی واپسی کے طور پر رہیں گی۔اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران، 17 جون 1956 کو ہندو جانشینی ایکٹ، 1956 نافذ ہوا۔ہائی کورٹ کے سامنے اپیل کی سماعت میں، علیوں نے ابتدائی دلیل پیش کی کہ ہندو جانشینی ایکٹ، 1956 کے نافذ ہونے کے بعد، کوئی واپسی کرنے والے اور کوئی واپسی کے حقوق نہیں ہیں، اور اس اعلان کے لیے مقدمہ کہ علیحدگی واپسی کرنے والوں پر پابند نہیں ہے، اب قابل قبول نہیں ہے۔ہائی کورٹ نے اس دلیل کو قبول کر لیا، اپیل کی اجازت دی اور مقدمہ خارج کر دیا۔ہائی کورٹ نے

اپیل میں اٹھائے گئے دیگر سوالات پر غور نہیں کیا۔ 2 جنوری 1958 کو، محترمہ رادھارانی نے ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 133 کے تحت سند دینے کے لیے ہائی کورٹ میں درخواست دی۔ 8 اگست 1958 کو ہائی کورٹ نے سرٹیفکیٹ دے دیا، اور 27 فروری 1959 کو ہائی کورٹ نے اپیل کو قبول قرار دے دیا۔ 29 مئی 1961 کو محترمہ بھگوتی کا انتقال ہوا۔ 13 نومبر 1961 کو یا اس کے قریب، ہائی کورٹ نے اس عدالت کو ریکارڈ بھیجے۔ سپریم کورٹ کے قواعد کے حکم XVI، قاعدہ (a)12 کے تحت ہائی کورٹ کا کوئی حکم حاصل نہیں کیا گیا جس میں مس بھگوتی کے وارثوں کو اس کی جگہ تبدیل کیا گیا، اور اس کے خلاف اپیل کو ختم کر دیا گیا۔ 26 مارچ 1962 کو محترمہ رادھارانی نے اس عدالت میں اپیل کی درخواست دائر کی۔ اپیل کی اس عرضی میں، محترمہ بھگوتی اور محترمہ اندراوتی کے مذکورہ بالا تین بیٹوں اور محترمہ رادھارانی کے دو بیٹوں کو بھی مدعا علیہان کے طور پر شامل کیا گیا۔ 24 اگست 1964 کو، جواب دہندگان نمبر 1 سے 3 نے 1964 کی دیوانی متفرق پٹیشن نمبر 2219 دائر کی جس میں کچھ ابتدائی اعتراضات اٹھائے گئے، اور درخواست کی گئی کہ اپیل کو مسترد کر دیا جائے۔ یہ درخواست اپیل کے ساتھ سماعت کے لیے پوسٹ کی گئی تھی۔

خوبیوں پر، جواب دہندگان کے پاس کہنے کے لیے بہت کم ہے۔ ہائی کورٹ نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ ہندو جانشینی ایکٹ، 1956 کی دفعہ 14، 15 اور 16 کا اثر یہ تھا کہ ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد، کوئی واپسی کرنے والے اور کوئی واپسی کے حقوق نہیں ہیں۔ پٹنہ ہائی کورٹ نے اپنے پہلے کے کچھ فیصلوں میں بھی یہی نظریہ اختیار کیا، لیکن دیگر ہائی کورٹس نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے ہندو خاتون کی طرف سے کی گئی علیحدگی کے تحت غیر ملکی کے قبضے میں موجود جائیدادوں پر دفعہ 14 کا اطلاق نہیں ہوتا ہے، اور ایسی جائیدادوں کے حوالے سے، ایکٹ کی دفعہ 14، 15 اور 16 واپسی کرنے والوں اور واپسی کے حقوق کو ختم نہیں کرتی ہیں۔ گمما لا پورہ ٹیگینا متادا کوٹورو سوامی بنام سرتا ویرایا اور دیگر میں اس عدالت نے مؤخر الذکر کے نظریے کی منظوری دی، اور اس رائے کی پیروی اس عدالت نے برہما دیو سنگھ اور ایک اور بنام دیو مانی مسیر اور دیگر میں کی۔ آخری کیس میں، ٹرائل کورٹ نے واپسی کرنے والوں کی طرف سے اس اعلان کے لیے ایک مقدمہ دائر کیا تھا کہ ایک ہندو بیوہ کی طرف سے انجام دیے گئے دو فروخت کے معاہدے قانونی ضرورت کے بغیر تھے اور ان پر پابند نہیں تھے۔ پٹنہ ہائی کورٹ نے علیوں کی اپیل کو منظور کر لیا اور اس مقدمے کو یہ کہتے ہوئے خارج کر دیا کہ ہندو جانشینی ایکٹ کی دفعہ 14 کی دفعات کی وجہ سے، ایک واپسی کرنے والے کی طرف سے اس اعلان کے لیے مقدمہ کہ ایک ہندو خاتون کی طرف سے کی گئی علیحدگی واپسی کرنے والے پر پابند نہیں ہے، قابل قبول نہیں ہے۔ پٹنہ ہائی کورٹ کے فیصلے سے واپسی کرنے والوں نے اس عدالت میں

اپیل کو ترجیح دی۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ رامسروپ سنگھ اور دیگر بنام ہیرالال سنگھ اور دیگر اور الہ آباد ہائی کورٹ کے ہنومان پرساد بنام اندراوتی (اس معاملے میں اپیل کے تحت فیصلہ) میں اپنے پہلے فیصلے کے بعد پٹنہ ہائی کورٹ کی طرف سے لیا گیا نظریہ غلط تھا، اور ہندو جانشینی ایکٹ، 1956 کی دفعہ 14 کسی ہندو خاتون کی طرف سے پہلے سے الگ کی گئی جائیداد تک نہیں پھیلا تھا۔ اس عدالت نے اس کے مطابق اپیل کی اجازت دی، اور پٹنہ ہائی کورٹ کے حکم نامے کو الٹ دیا۔ اس فیصلے کا اثر یہ ہے کہ یہ واپسی کرنے والے کے لیے کھلا ہے کہ وہ اس اعلان کے لیے مقدمہ برقرار رکھے کہ ہندو جانشینی ایکٹ، 1956 کے نافذ ہونے سے پہلے ایک ہندو خاتون لمیٹڈ مالک کی طرف سے کی گئی علیحدگی قانونی ضرورت کے بغیر تھی اور واپسی کرنے والوں پر پابند نہیں تھی۔ اس کے بعد ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ موجودہ مقدمہ ہندو جانشینی ایکٹ، 1956 کے نافذ ہونے کے بعد سے قابل سماعت نہیں تھا۔

لیکن مقابلہ کرنے والے جواب دہندگان کچھ ابتدائی اعتراضات اٹھاتے ہیں، اور ان کا کہنا ہے کہ اپیل کو مسترد کر دیا جانا چاہیے۔

پہلا ابتدائی اعتراض یہ ہے کہ محترمہ اندراوتی کے تین بیٹوں اور محترمہ رادھا رانی کے دو بیٹوں کو اپیل کی درخواست میں جواب دہندگان نمبر 8 سے 12 کے طور پر غلط طریقے سے شامل کیا گیا ہے۔ جواب دہندگان نمبر 8 سے 12 ہائی کورٹ کے سامنے اپیل میں فریق نہیں تھے، اور نہ ہی اس عدالت میں اپیل میں ان کے شریک کی اجازت دینے کا کوئی حکم حاصل کیا گیا تھا۔ مقابلہ کرنے والے جواب دہندگان، لہذا، استدعا کرتے ہیں کہ جواب دہندگان کے نام نمبر 8 سے 12 کو ریکارڈ سے ہٹا دیا جائے۔ اپیل کنندہ اس استدعا پر اعتراض نہیں کرتا ہے۔ ہم اس کے مطابق ہدایت دیتے ہیں کہ جواب دہندگان کے نام نمبر 8 سے 12 کو ریکارڈ سے ہٹا دیا جائے۔

اگلا ابتدائی اعتراض یہ ہے کہ اپیل کی درخواست کالعدم ہے کیونکہ محترمہ بھگوتی، ایک مردہ شخص کو اس میں فریق مدعا علیہ کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ چونکہ محترمہ بھگوتی اپیل دائر کرنے کی تاریخ کو فوت ہو چکی تھیں، اس لیے انہیں اس اپیل میں مدعا علیہ کے طور پر نہیں دکھایا جا سکا۔ لیکن اپیل دوسرے مدعا علیہان کے خلاف اس بنیاد پر آگے بڑھ سکتی ہے کہ محترمہ بھگوتی اپیل میں فریق نہیں ہیں۔

اگلا ابتدائی اعتراض یہ ہے کہ اپیل ناقص طور پر تشکیل دی گئی ہے اور محترمہ بھگوتی کے وارثوں کی عدم موجودگی میں قابل قبول نہیں ہے۔ محترمہ بھگوتی کے وارث محترمہ رادھا رانی اور محترمہ اندراوتی کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ اپیل کنندہ نے عدالت کا کوئی حکم حاصل نہیں کیا جس میں اس کی جگہ محترمہ بھگوتی کے وارثوں کو

تبدیل کیا گیا ہو۔محترمہ اندراوتی کے تین بیٹوں کے علاوہ جنہیں اپیل کی درخواست میں جواب دہندگان نمبر 10، 11 اور 12 کے طور پر دکھایا گیا ہے، محترمہ اندراوتی نے ایک اور بیٹا، للو جسے رام پرساد بھی کہا جاتا ہے اور دو بیٹیاں، رام دلاری اور ویملا چھوڑی ہیں۔للو، رام دلاری اور ویملا اپیل میں فریق نہیں ہیں۔ جواب دہندگان نمبر 10، 11 اور 12 کو اپیل کی درخواست میں فریق کے طور پر غلط طریقے سے شامل کیا گیا تھا اور ان کے نام منسوخ کیے جانے چاہئیں۔نتیجہ یہ ہے کہ محترمہ اندراوتی کے بیٹوں اور بیٹیوں میں سے کوئی بھی اپیل میں فریق نہیں ہے۔اس کے بعد محترمہ بھگوتی کے تمام وارث اپیل میں فریق نہیں ہیں، اور سوال یہ ہے کہ کیا ان کی غیر موجودگی میں اپیل ناقص طور پر تشکیل دی گئی ہے۔

اس سلسلے میں، اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ آیا بیوہ کے وارث اجنبی کے خلاف مقدمے میں ضروری فریق تھے یا تو اس اعلامیے کے لیے کہ علیحدگی اس کی زندگی سے آگے کالعدم ہے یا الگ شدہ جائیداد کے قبضے کے لیے۔کسی ہندو بیوہ کی طرف سے علیحدگی کی صورت میں، قانونی ضرورت کے بغیر، واپسی کرنے والے بیوہ کی زندگی کے دوران اعلانیہ مقدمہ دائر کرنے کے پابند نہیں تھے۔وہ اس کی موت تک انتظار کر سکتے ہیں اور پھر کسی بھی عدالت کی مداخلت کے بغیر علیحدگی کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اجنبی پر الگ تھلگ جائیداد کے قبضے کے لیے مقدمہ کر سکتے ہیں۔بجوئے گوپال مکھرجی بنام کرشنا مہیشی دیبی دیکھیں۔بیوہ کی موت کے بعد جائیداد پر قبضہ کرنے کے لیے واپسی کرنے والوں کے اس طرح کے مقدمے میں، بیوہ کے وارث ضروری فریق نہیں تھے۔واپسی کرنے والے بیوہ کے وارثوں کے خلاف کوئی ریلیف کا دعوی نہیں کر سکتے تھے اور ان کی غیر موجودگی میں اجنبی کے خلاف دعوی کردہ ریلیف کو مؤثر طریقے سے حاصل کر سکتے تھے۔اس کی موت تک انتظار کرنے کے بجائے، آخری مکمل مالک کے تمام واپسی کرنے والوں کی نمائندگی کرنے والا اگلا واپسی کرنے والا اجنبی کے خلاف اس اعلان کے لیے مقدمہ دائر کر سکتا ہے کہ علیحدگی قانونی ضرورت کے بغیر تھی اور اس کی زندگی سے آگے کالعدم تھی۔بیوہ کو عام طور پر اس طرح کے مقدمے میں فریق مدعا علیہ کے طور پر شامل کیا جاتا تھا۔بیوہ یقینی طور پر ایک مناسب فریق تھی، لیکن کیا وہ اس طرح کے مقدمے میں ایک ضروری فریق تھی؟ اپیل کنندہ کی جانب سے یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ بیوہ مقدمے میں ضروری فریق نہیں ہے، اور اس سلسلے میں، مخصوص ریلیف ایکٹ 1877 کی دفعہ 42 کی مثال (e) کا حوالہ دیا گیا ہے۔اس اپیل کے مقاصد کے لیے، اس وسیع سوال کا فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہے؛ یہ کہنا کافی ہے کہ اعلانیہ مقدمے کے زیر التواء ہونے کے دوران بیوہ کی موت کی صورت میں، بیوہ کے وارث مقدمے کے لیے ضروری فریق نہیں ہیں۔اگرچہ بیوہ کو مقدمے میں فریق کے طور پر شامل کیا گیا تھا، لیکن ذاتی طور پر اس کے خلاف کوئی راحت کا

دعوی نہیں کیا گیا تھا۔ بیوہ کی موت پر، آخری مکمل مالک کی پوری جائیداد کی نمائندگی مدعی کے ذریعے کی جاتی ہے جو تمام واپسی کرنے والوں کی جانب سے نمائندہ حیثیت میں مقدمہ کرتا ہے، اور مدعی کو بیوہ کے وارثوں کی عدم موجودگی میں معافی کے خلاف موثر راحت مل سکتی ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ بیوہ کی موت پر، واپسی کرنے والے جائیداد پر قبضہ کرنے کے حقدار ہو جاتے ہیں، ایک مناسب صورت میں تمام واپسی کرنے والوں کو مدعی کے طور پر شامل کر کے اور شکایت میں جائیداد پر قبضہ کرنے کی درخواست شامل کر کے اعلانیہ مقدمے میں شکایت میں ترمیم کرنے کے لیے اجازت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اگر شکایت میں ترمیم کی جاتی اور مقدمے کو جائیداد کی ملکیت کے لیے ایک میں تبدیل کر دیا جاتا، تو واضح طور پر بیوہ کے وارث مقدمے کے لیے ضروری فریق نہیں ہوتے۔ اس حقیقت سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ شکایت میں ترمیم نہیں کی گئی ہے۔ مدعی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیوہ کے وارثوں کو مقدمے میں فریق کے طور پر شامل کیے بغیر اعلانیہ مقدمہ جاری رکھے۔

چونکہ مقدمہ دائر ہونے کے وقت واپسی کرنے والے جائیداد پر قبضہ کرنے کے حقدار نہیں تھے، اس لیے اگلا واپسی کرنے والا اس کے بعد محض اعلامیے کے لیے مقدمہ کر سکتا تھا اور مخصوص ریلیف ایکٹ 1877 کی دفعہ 42 کی شق مقدمے کے لیے رکاوٹ نہیں تھی۔ اعلانیہ مقدمہ عیب دار نہیں ہوتا ہے کیونکہ مقدمہ کے زیر التواء ہونے کے دوران، واپسی کرنے والے مزید راحت کے حقدار بن جاتے ہیں۔ اگلا واپسی کرنے والا اعلانیہ مقدمہ جاری رکھنے کا حقدار ہے؛ لیکن شکایت میں ترمیم کی عدم موجودگی میں، جائیداد پر قبضہ کرنے کا حکم نامہ مقدمے میں منظور نہیں کیا جا سکتا، اور اگر واپسی کرنے والوں کو کوئی حقیقی فائدہ حاصل کرنا ہے، تو انہیں حد کی مدت کے اندر جائیداد پر قبضہ کرنے کے لیے مقدمہ دائر کرنا ہوگا۔

اگر محترمہ بھگوتی کا مقدمہ زیر التواء ہونے کے دوران انتقال ہو جاتا تو اس کے وارث اس مقدمے کے لیے ضروری فریق نہ ہوتے۔ پوزیشن تبدیل نہیں کی گئی ہے کیونکہ ہائی کورٹ کے حکم نامے کے ذریعے اپیل پر مقدمہ خارج کر دیا گیا ہے، اور اس عدالت میں مزید اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران، محترمہ بھگوتی کی موت ہو گئی، اور ان کے خلاف اپیل ختم ہو گئی ہے۔ زندہ بچ جانے والے جواب دہندگان کے خلاف اپیل ختم نہیں ہوئی ہے، اور ہم سمجھتے ہیں کہ مسٹر بھگوتی کے وارثوں کی عدم موجودگی میں اپیل کو ناقص طور پر تشکیل نہیں دیا گیا ہے۔ اس عدالت میں اپیل میں، محترمہ رادھا رانی وہی راحت مانگتی ہیں جو اصل مدعی نے مقدمے میں مانگی تھی۔ محترمہ بھگوتی کے وارثوں کی غیر موجودگی میں وہ اپیل میں مؤثر راحت حاصل کر سکتی ہے جس طرح اصل مدعی ان کی غیر موجودگی میں مقدمے میں راحت حاصل کر سکتا تھا۔ اس حقیقت سے کوئی فرق

نہیں پڑتا کہ ہائی کورٹ نے محترمہ بھگوتی کی موجودگی میں مقدمہ خارج کر دیا تھا۔ مقدمے میں، مدعی نے علیبنی کے خلاف ضروری راحت مانگی؛ محترمہ بھگوتی کو مقدمے میں فریق کے طور پر شامل کیا گیا تھا، لیکن ذاتی طور پر اس کے خلاف کوئی راحت کا دعوی نہیں کیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے علیوں کے خلاف مقدمہ خارج کر دیا۔ اس عدالت میں اپیل کنندہ اب علیبنیز کی موجودگی میں ہائی کورٹ کے حکم نامے کو واپس لینے کی کوشش کرتا ہے۔ محترمہ بھگوتی کے وارثوں کی عدم موجودگی میں ہائی کورٹ کے حکم نامے کو واپس لینے سے متضاد اور متضاد فرمان منظور نہیں ہوں گے۔ ہائی کورٹ نے محترمہ بھگوتی کے حق میں کوئی حکم نامہ منظور نہیں کیا۔ اس اپیل کی کامیابی اس عدالت کی طرف سے مست بھگوتی کے حق میں ہائی کورٹ کے ذریعے منظور کیے گئے کسی حکم نامے سے متصادم حکم نامے کی منظوری کا باعث نہیں بن سکتی۔ اس عدالت میں اپیل کا سبب زندہ بچ جانے والے جواب دہندگان کے خلاف باقی رہتا ہے، اور محترمہ بھگوتی کے وارثوں کی عدم موجودگی میں اپیل حتمی فیصلے کی طرف بڑھ سکتی ہے۔

ہمارا ماننا ہے کہ ضروری فریقین کی عدم تعمیل کی وجہ سے اپیل عیب دار نہیں ہے۔ 1964 کی دیوانی متفرق درخواست نمبر 2219 کو خارج کر دیا گیا ہے، سوائے اس کے کہ ہم ہدایت دیتے ہیں کہ جواب دہندگان کے نام نمبر 8 سے 12 کو ریکارڈ سے ہٹا دیا جائے۔

نتیجے میں، اپیل کی اجازت دی جاتی ہے، ہائی کورٹ کے 25 ستمبر 1957 کے فیصلے اور فرمان کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے، اور 1942 کی پہلی اپیل نمبر 232 کو اب ہائی کورٹ کے ذریعے میرٹ پر سنا جانا چاہیے۔ مقابلہ کرنے والے جواب دہندگان کو اپیل کنندہ کو اس عدالت میں اخراجات ادا کرنے ہوں گے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2024.05.09 16:08
I am the author of this document